پاکستان میں بلاسود بینکاری

عملی اقدامات کا ایک جائزہ

* ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب

اس وقت پوری دنیا میں تین قسم کے نظام ہائے معیشت رائج ہیں۔ ایک سرمایہ دارانہ نظام، دوسرا کمیونزم، تیسرا اسلام کا فلاحی نظام۔ جہاں تک کمیونزم کا تعلق ہے وہ اپنا دم توڑ چکا ہے اور خود اس کے داعی روس اس کی ناکامی کو تسلیم کر چکا ہے۔ موجودہ صورت حال میں اب یہ نظام اس قابل نہیں کہ اس پر بحث کی جائے۔ رہا سرمایہ دارانہ نظام، تو یہی نظام معیشت سب سے قدیم معاشی نظام ہے اور آج دنیا کے بیشتر ممالک کی طرح پاکستان میں بھی رائج ہے اور تاہنوز تجربات کے دور سے گزر رہا ہے لیکن اسے فلاحی نظام کہنے والے اور اس کے داعی اس سے کوئی فلاحی کام یا فلاح حاصل نہیں کر سکے بلکہ ان کے مسائل میں اتنا اضافہ ہو چکا ہے کہ وہ ناقابل حل ہے۔ سرمایہ داری نظام کے دو پہیے ہیں جن پر یہ گھومتا ہے۔ ایک سود، دوسرا ٹیکس۔ ان دو پہیوں کے بغیر یا ان میں سے ایک کے بغیر یہ چل نہیں سکتا۔ تیسرا نظام معیشت، اسلام کا پیش کردہ ہے جس میں تمام طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس میں جہاں امیر اور تاجر طبقہ کو سہولیات میسر ہیں وہاں غریب اور کم آمدنی والے افراد کو بھی فوائد میسر ہوتے ہیں۔ اسلام کے نزدیک معاشی عدل یہ ہے کہ تمام انسانوں کو کمانے کے یکساں حقوق اور مواقع میسر ہوں۔ حلال وحرام کی قید سب کے لئے یکساں ہو۔ اعمال وافعال کی جزا وسزا کا معیار یکساں ہو۔ اپنی ملکیت وکمائی پر حقوق و اختیارات مساوی ہوں۔ عدل و مساوات کے ان تصورات کے لئے ضروری ہے کہ ان تصورات کو عملی سانچوں میں ڈھالنے کے لئے اور حقیقت کا روپ دینے کے لئے معاشرے میں اسلامی نظام معیشت کو فروغ دیا جائے۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

اسلام نے سود کو حرام قرار دے کر انسانی زندگی سے ظلم اور بے انصافی کی ایک بہت بڑی شکل کو ختم کرنا چاہا ہے اور عملی اعتبار سے دور جدید میں معاشی اور اسلامی زندگی کی تنظیم نو کے سلسلے میں یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ جدید معیشت میں سود اور سودی کاروبار کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ بینکنگ کا پورا نظام سود پر قائم ہے۔ معاشی زندگی کی اسلامی تعمیر نو کے لئے ضروری ہے کہ سود کے بغیر بینکنگ کا نظام قائم کیا جائے اور کامیابی کے ساتھ چلایا جائے۔ یہ بات کسی بحث کی محتاج نہیں کہ بینکنگ کا نظام چند بنیادی، مفید اور ناگزیر خدمات انجام دیتا ہے اور اس قسم کے کسی نظام کے بغیر جدید ترقی یافتہ معیشت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اسلامی معیشت کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ سود کے بغیر بھی بینکنگ کا کام اس طرح سے چلایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے معروف وظائف انجام دے سکے۔ موجودہ مفکرین و ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ بینکنگ کی اسلامی تنظیم نو شرکت اور مضاربت کے شرعی اصولوں کی بنیاد پر کی جانی چاہئے۔(۱)

جدید بینکاری کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہی مسلمان ماہرین نے اس بارے میں سوچ بچار شروع کر دی کہ کس طرح بلاسود بینکاری کو موجودہ بینکاری سے ہم آہنگ کیا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں کچھ کوششیں انفرادی سطح پر ہوئیں و کچھ اجتماعی اور حکومتی۔

① بلاسود بینکاری کے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات

اسلامی نظریات کونسل ایک ایسا دینی ادارہ ہے جس کے ذمے اسلامائزیشن کے بارے میں حکومت کی راہنمائی کرنا ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق (مرحوم) کے حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد ''اسلامی نظریاتی کونسل'' کو ہدایت دی گئی کہ وہ پاکستان میں ''اسلامی بینکاری'' کے متعلق سفارشات اور تجاویز مرتب کر کے ان کو حکومت کے سامنے پیش کرے، چنانچہ اسلامی نظریاتی کونسل نے نومبر 1977ء میں پاکستان کے معروف ماہرین معاشیات اور ممتاز بینکاروں پر مشتمل ایک پینل تشکیل دیا، جس نے فروری 1980ء میں اپنی سفارشات حکومت کو پیش کیں۔ یہ سفارشات ''بلاسود بینکاری'' رپورٹ کے نام سے شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں۔(۲)

یہ سفارشات اور تجاویز اس لحاظ سے منفرد اور اپنی مثال آپ ہیں کہ اس کی تیاری میں پاکستان کے ممتاز اور

ذہین دماغوں نے باہم مل بیٹھ کر کام کیا ہے اور یہ جامع رپورٹ تیار کی ہے۔ یہ رپورٹ مجموعی طور پر ایک منفرد کاوش ہے لیکن اس کے بعض مندرجات محل نظر بھی ہیں بہر حال اس رپورٹ کے اہم مندرجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نگرانی

نئے نظام کے تحت بینک ایسی پارٹیوں کو نفع ونقصان کی بنیاد پر سرمایہ فراہم کریں گے جن کے کھاتوں کا آڈٹ چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ کر سکیں۔ جن پارٹیوں کے حسابات کا آڈٹ چارٹرڈ کاؤنٹینٹ نہ کر سکیں انہیں ملکیتی کرایہ داری، بیع مؤجل یا پٹہ داری انتظامات کے تحت امداد مہیا کی جائے گی۔ چھوٹی چھوٹی پارٹیاں جو حساب کتاب نہ رکھ سکتی ہوں انہیں عام شرح منافع، ملکیتی کرایہ داری یا بیع مؤجل کی سکیم کے تحت مالی امداد مہیا کی جائے گی۔ (۳)

نئے نظام کے تحت سرمایہ کاری کے معاہدے بینکوں کو ان منصوبوں کی واقعی کارکردگی کی نگرانی سونپیں گے، جن میں انہوں نے سرمایہ کاری کی ہوگی تاکہ ان کے مفادات محفوظ رہیں۔

بینک بجائے خود انفرادی طور پر دیگر مالیاتی اداروں کے تعاون سے نئے منصوبے بنا سکتے ہیں اور ایسے منصوبوں کے لئے مطلوبہ پلانٹ اور مشینری کے خریدنے کے لئے رقم ''نیلامی سرمایہ کاری'' کے تحت فراہم کر سکتے ہیں۔ (۴)

ورکنگ:

بینک مختلف لوگوں کو جس طرح سرمایہ فراہم کریں گے اس کے بارے میں کونسل کی سفارشات حسب ذیل ہیں

زرعی قرضہ جات:

کسانوں کو قلیل المیعاد سرمایہ فراہم کرتے وقت تجارتی بینکوں کو ''گزارہ یونٹ'' کے مالکان کو نقد یا جنس کی صورت میں کسی معاوضہ کے بغیر ''خصوصی قرضوں کی سہولت'' کے ذریعے امداد دی جا سکتی ہے۔ گزارہ یونٹ کے مالکان کو نقد یا جنس کی صورت میں کسی معاوضہ کے بغیر قرضوں کی سہولت کے ذریعے مالی امداد دی جا سکتی ہے۔

عام طور پر ایسے قرضے بینکوں کے ان فنڈز سے دیے جانے چاہئیں، جو غیر سودی بنیادوں پر جمع کیے گئے ہوں تاہم اگر ایسے فنڈز ناکافی ہوں تو حکومت بینکوں کو متعلقہ صورت میں ان کی ''اوسط شرح منافع'' کی بنیاد پر ان قرضوں کے عوض مالی امداد دے سکتی ہے۔(۵)

گزارہ یونٹ سے زیادہ اراضی کے مالکان کو مختصر مدت کے لئے ''بیع مؤجل'' یا ''بیع سلم'' کے تحت سرمایہ فراہم کیا جا سکتا ہے۔(۶)

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ میں محسوس کیا گیا کہ درمیانی اور طویل مدت کے لئے سرمایہ کاری زرعی مشینری، آلات کی خرید و مرمت، کنوؤں کی کھدائی، ٹیوب ویل کی تنصیب، زمین کی اصلاح، گودام، سٹور، پولٹری اور ڈیری فارموں کی تعمیر کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ زرعی شعبہ میں درمیانی اور طویل المقاصد سرمایہ کاری کے لئے سود کی جگہ کسی ایسے متبادل طریقے کو رائج کرنا جو شریعت کے مطابق ہو، ممکن نہیں ہے بس مختلف مقاصد کے لئے مختلف متبادل طریقے اختیار کرنے پڑیں گے۔(۷)

تجارتی قرضہ جات/سرمایہ کاری:

اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ بھی سفارش کی کہ نئے نظام کے تحت ایسے خوردہ فروشوں کو جو اپنے کاروبار کا باقاعدہ حساب کتاب نہیں رکھ سکتے، بیع مؤجل کے تحت یا خصوصی قرضوں کی سہولت کی بنیاد پر ایسے فنڈز سے قرضے دیے جا سکتے ہیں جو بینک نے بلاسودی بنیاد پر جمع کیا ہو۔

اگر یہ فنڈز ان کی مدد کے لئے کافی نہ ہو تو حکومت ان خصوصی قرضوں کے عوض تجارتی بینکوں کو اس دوران میں ان کی اوسط شرح منافع کی بنیاد پر امداد مہیا کرے، جہاں تک بینکوں کی جانب سے تجارتی شعبوں میں اقراض زر، اوورڈرافٹ اور عندالطلب قرضوں اور ہنڈی بنانے کی صورت میں سرمایہ کاری کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں وہی طریقہ کار اختیار کیا جا سکتا ہے جس کی سفارش صنعتی شعبے کی رواں سرمائے کی ضرورتیں پوری کرنے کے ضمن میں اوپر کی گئی ہیں۔ ''لیٹر آف کریڈٹ'' کی صورت میں بینک اپنی خدمات کے عوض کچھ معاوضہ وصول کر سکتا ہے اور ان کے لئے نفع ونقصان میں شرکت ضروری نہیں ہوگی۔(۸)

بینکوں کی بچتیں/ امانتیں/ منافع:

اس ضمن میں کونسل نے سفارش کی کہ:

i۔ امانتیں جمع کرانے والوں کے اعتماد کو کسی ٹھیس سے محفوظ رکھنے کے لئے، نیز بینکوں کی طرف سے چلائی گئی بچت اسکیموں کی کامیابی کے لئے مختصر عبوری مدت میں بینکوں میں امانتیں جمع کرانے کا موجودہ طریقہ جاری رہنا چاہیے۔ (۹)

ii۔ نئے نظام میں بچت کھاتوں اور میعادی امانتوں پر قابل تقسیم منافع بینکوں کے نفع ونقصان کی بنیاد پر مختلف شرح سے واجب الادا ہوگا۔ (۱۰)

iii۔ نئے نظام کے تحت امانتوں کے عنوان نیز ان سے متعلق قوانین اور طریقہ کار حتی الامکان تبدیل نہیں ہونے چاہئیں تا کہ الجھنیں پیدا نہ ہوں۔ (۱۱)

iv۔ بینکوں کے مابین کاروبار نفع ونقصان میں حصہ داری کی بنیاد پر جاری رکھا جائے گا۔ (۱۲)

اسٹیٹ بینک کا کردار:

اس ضمن میں کونسل نے سفارش کی کہ:

i۔ اسٹیٹ بینک تجارتی بینکوں کو اپنی مال کاری کی مختلف اسکیموں کے تحت اور اس کے علاوہ ان کی نقد پذیری کی عارضی قلتیں دور کرنے کے لئے مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ نئے نظام میں عام طور پر ایسی امداد نفع و نقصان میں حصہ داری کی بنیاد پر فراہم کی جائے گی۔ (۱۳)

ii۔ پاکستان بینکوں کی غیر ملکی شاخوں نیز اندرون ملک تجارتی بینکوں جن میں غیر ملکی کرنسی جمع ہوتی ہے اور بیرونی ملکوں کے ساتھ پاکستانی بینکوں کا لین دین بعض خاص صورتوں میں سود کی بنیاد پر جاری رہے گا۔ غیر سودی آمدنی کو سودی آمدنی سے علیحدہ رکھنے کے لئے پاکستان بینکوں کا انتظام ایک علیحدہ کارپوریشن کے سپرد کر دیا جائے، اور غیر ملکی کرنسی میں جمع کردہ امانتیں بھی اس کی تحویل میں دے دی جائیں۔ اس کارپوریشن کو مقامی امانتیں جمع نہیں کرنی چاہئیں۔ (۱۴)

② ربوا کی ممانعت کا آرڈیننس (1984ء)

بلا سود بینکاری کے ضمن میں ایک اہم قدم ربوا کی ممانعت کا آرڈیننس 1984 ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق (مرحوم) کے دور میں ربوٰ کی ممانعت کا ایک آرڈیننس جاری کیا گیا جس میں کہا گیا کہ چونکہ قرآن اور سنت میں اسلامی احکام کے مطابق ربوٰ اپنی ہر شکل میں حرام ہے اس لئے صدر مملکت نے اپنے ان اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے جو انہیں آئین کے آرٹیکل 89 کے تحت عبوری آئین کے حکم مجریہ 1981ء کے تحت حاصل تھے درج ذیل آرڈی نینس نافذ کیا گیا۔

i۔ اس آرڈیننس کو ربوٰ کی ممانعت کا آرڈیننس (1984ء) کہا جائے گا۔

ii۔ اس کا اطلاق پورے پاکستان پر ہوگا۔

iii۔ یہ آرڈیننس جولائی 1984ء سے نافذ العمل ہوگا۔

iv۔ یہ آرڈیننس دیگر تمام قوانین پر غالب ہوگا۔

ربوا کی ممانعت:

کوئی شخص کسی شکل میں نہ ربوٰ لے گا اور نہ دے گا خواہ اس آرڈیننس کے نفاذ سے پہلے کمایا گیا ہو یا بعد میں اور نہ ہی کوئی عدالت سود کی ڈگری جاری کرے گی۔

سزا : جو کوئی شخص کسی بھی شکل میں ربوٰ لے گا یا دے گا اسے اتنے کوڑوں کی سزا دی جائے گی جن کی تعداد (39) سے زیادہ نہ ہوگی نیز سود کی رقم ضبط کر لی جائے گی جو اس نے وصول کی ہوگی۔

قواعد : وفاقی حکومت اسلامی نظریاتی کونسل کے مشورے سے سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے ایسے قواعد وضع کرے گی جن میں وہ آرڈیننس ہذا کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ضروری خیال کریں۔

تنسیخ : 1839ء کے سود ایکٹ اور فی الوقت نافذ العمل دیگر قوانین میں شامل ایسی تمام دفعات بذریعہ ہذا منسوخ کی جاتی ہیں جن کی رو سے کسی صورت میں سود لینے یا دینے کی اجازت دی گئی ہو۔(15)

بلاسود بینکاری کے حوالے سے 1985ء سے 1990ء کا عرصہ بہت اہم ہے۔ اس عرصہ میں کئی ایسے اقدامات کیے

گئے جو بلا سود بینکاری کے بارے میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس میں سے اہم اقدامات کا جائزہ حسبِ ذیل ہے۔

- مملکت اس امر کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کرے گی کہ پاکستان کے معاشی نظام کا تعمیرِ نو اسلامی معاشی اصولوں اور اسلامی اقدار و ترجیحات کی بنیاد پر کی جائے۔
- صدر اس آرڈیننس کے آغازِ نفاذ سے تیس دن کے اندر اپنے ذاتی فیصلے کے مطابق ایک مستقل کمیشن مقرر کرے گا جو ماہرین معاشیات، ماہرین قانون، علماء، منتخب نمائندوں اور ایسے دیگر اشخاص پر مشتمل ہو گا جن کو وہ موزوں تصور کرے اور ان میں سے ایک کو اس کا چیئرمین مقرر کرے گا۔
- کمیشن کے چیئرمین کو ایسے مشیروں کا تقرر کرنے کا اختیار دیا جائے گا جن کو وہ ضروری تصور کرے گا۔
- کمیشن کے فرائض منصبی درج ذیل ہوں گے۔

کسی مالیاتی قانون یا محصولات اور ان کے عائد کرنے اور وصول کرنے سے متعلق یا بینک کاری اور بیمہ کے محصولات اور طریقہ کار کے متعلق قانون کا اس تعین کے لئے جائزہ لینا کہ آیا یہ شریعت کے منافی ہیں یا نہیں۔

مذکورہ قوانین، معمولات اور طریقہ ہائے کار کو شریعت کے مطابق بنانے کے لئے سفارشات کرنا۔

جیسا کہ دستور کے آرٹیکل 38 میں مذکور تھے عوام کی سماجی اور معاشی فلاح و بہبود کے حصول کے لئے پاکستان کے معاشی نظام میں تبدیلیوں کی سفارش کرنا۔

ایسے طریقہ اور اقدامات تجویز کرنا جن میں سے ایسے موزوں تبادلات شامل ہوں جن کے ذریعے وہ نظام معیشت نافذ کیا جا سکے جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔

- کمیشن اپنی رپورٹ وقتاً فوقتاً وفاقی حکومت کو پیش کرے گا۔
- کمیشن کی سفارشات پر مشتمل ایک جامع رپورٹ اس کے تقرر کی تاریخ سے ایک سال کی مدت میں وفاقی حکومت کو پیش کی جائے گی۔

- کمیشن جس طرح مناسب تصور کرے اپنی کارروائی کے انہدام اور اپنے طریقہ کار کے انضباط کا ہر لحاظ سے مختار ہوگا۔
- جملہ انتظامی مقتدرات، ادارے اور مقامی حکام کمیشن کی اعانت کریں گے۔
- کمیشن معیشت کو اسلامی بنانے کے عمل کی نگرانی کرے گا اور عدم تعمیل کے معاملات کو صدر کے علم میں لائے گا۔
- وزارتِ خزانہ و اقتصادی امور حکومت پاکستان اس کمیشن کے انتظامی امور نپٹائے گا۔
- اس امر کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کرے گی کہ پاکستان کے معاشی نظام کی تعمیر اجتماعی عدل کے اسلامی معاشی اصولوں، اسلامی اقدار اور ترجیحات کی بنیاد پر کی جائے اور دولت کمانے کے ان تمام ذرائع پر پابندی ہو جو خلافِ شریعت ہیں۔
- صدر اس قانون کے آغاز نفاذ کے ساٹھ دن کے اندر ایک مستقل کمیشن مقرر کرے گا جو ماہرین معاشیات، علماء اور منتخب نمائندگان پارلیمنٹ پر مشتمل ہوگا جس کو وہ موزوں تصور کرے گا اور ان میں سے ایک کو کمیشن کا چیئرمین مقرر کرے گا۔
- کمیشن کے چیئرمین کو حسب ضرورت مشیر مقرر کرنے کا اختیار ہوگا۔
- کمیشن کے کارہائے منصبی حسب ذیل ہوں گے۔

معیشت کو اسلامی بنانے کے عمل کی نگرانی کرنا اور عدم تعمیل کے معاملات وفاقی حکومت کے علم میں لانا۔

کسی مالیاتی قوانین یا محصولات اور فیسوں کے عائد کرنے اور وصول کرنے سے متعلق کسی قانون یا بینک کاری اور بیمہ کے عمل اور طریقہ کار کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کے لئے سفارش کرنا۔

دستور کے آرٹیکل 38 کی روشنی میں عوام کی سماجی اور معاشی فلاح و بہبود کے حصول کے لئے پاکستان کے معاشی نظام میں تبدیلیوں کی سفارش کرنا۔

ایسے طریقے اور اقدامات تجویز کرنا جن میں ایسے موزوں متبادلات شامل ہوں جن کے ذریعے وہ نظام معیشت نافذ کیا جا سکے جو اسلامی نظام معیشت کے مطابق ہو۔

- کمیشن کی سفارش پر مشتمل ایک جامع رپورٹ اس کے تقرر کی تاریخ سے ایک سال کی مدت کے اندر وفاقی حکومت کو پیش کی جائے گی اور اس کے بعد کمیشن حسب ضرورت وقتاً فوقتاً اپنی رپورٹس پیش کرتا رہے گا البتہ سال میں کم از کم ایک رپورٹ پیش کرنا لازمی ہوگا۔ کمیشن کی رپورٹ حکومت کو موصول ہونے کے 3 ماہ کے اندر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں اور تمام صوبائی اسمبلیوں کے سامنے بحث کے لئے پیش کی جائے گی۔
- کمیشن کو ہر لحاظ سے جس طرح وہ مناسب تصور کرے گا اپنی کارروائی کے انہدام اور اپنے طریقہ کار کے انضباط کا اختیار ہوگا۔
- جملہ انتظامی مقتدرات، ادارے اور مقامی حکام کمیشن کی اعانت کریں گے۔
- وزارت خزانہ حکومت پاکستان اس کمیشن سے متعلق انتظامی امور کی ذمہ دار ہوگی۔

④ بلاسود بینکاری کے بارے میں عدالتی فیصلے

سود کے متعلق وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ:

سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے عہد میں نفاذ اسلام کے بارے میں ایک اہم پیش رفت وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی صورت میں سامنے آئی وہ اس طرح کہ وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، ڈاکٹر فدا محمد خان اور جناب جسٹس عبیداللہ پیر پر مشتمل فل بینچ نے 14 نومبر 1991ء کو سود سے متعلق (24) قانونی دفعات کو قرآن وسنت کے مطابق کروینے کا فیصلہ سنا دیا۔ وفاقی شرعی عدالت کے پریس ریلیز کے مطابق اس فیصلے کے ذریعے 119 شریعت درخواستیں اور تین سوموٹو نوٹسوں کو نمٹا دیا گیا۔ عدالت نے ان دفعات کو 30 جون 1993ء تک اسلامی احکام کے مطابق بنانے کی ہدایت جاری کر دی۔ بصورت دیگر یہ دفعات یکم جولائی 1993ء سے مؤثر نہیں رہیں گی۔ یہ دفعات حسب ذیل قوانین کی ہیں۔

1- انٹرسٹ ایکٹ مجریہ 1839ء
2- گورنمنٹ سیونگ بینکس 1873ء
3- نیگوشی ایبل انسٹرومینٹس ایکٹ 1881ء
4- لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1892ء
5- دی کوڈ آف سول پروسیجر 1908ء
6- انشورنس ایکٹ 1938ء
7- کوآپریٹو سوسائٹی رولز 1927ء
8- کوآپریٹو سوسائٹی ایکٹ 1935ء
9- اسٹیٹ بینک آف پاکستان 1956ء
10- ویسٹ پاکستان منی لینڈرز آرڈیننس 1940ء
11- منی لینڈرز رولز 1935ء
12- پنجاب منی لینڈرز آرڈیننس 1960ء
13- سندھ منی لینڈرز آرڈیننس 1960ء
14- سرحد منی لینڈرز آرڈیننس 1960ء
15- بلوچستان منی لینڈرز آرڈیننس 1960ء
16- ایگری کلچر ڈیویلمنٹ بینک آف پاکستان 1960ء
17- بینکنگ کمپنیز آرڈیننس رولز 1962ء
18- بینکنگ کمپنیز رولز 1963ء
19- بینکس (نیشنلائزیشن رولز) 1974ء
20- بینکنگ کمپنیز آرڈیننس 1979ء

21۔ پاکستان انشورنس کارپوریشن ایمپلائز پراویڈنٹ

22۔ جنرل فنانشل رولز آف دی سینٹر گورنمنٹ مع ڈارائنگ برسنگ آفیسرز بک

شریعت کی درخواستوں کونمٹانے کی غرض سے وفاقی شرعی عدالت نے ربا کی تعریف بینکوں کے نظامِ افراطِ زر اور کرنسی کی قیمت میں کمی سے متعلق سوالنامہ مرتب کیا اور اسے ملکی اور غیر ملکی ممتاز علماء کرام، اہل علم ماہرین معاشیات اور بینک کاروں کو بھیجا گیا تاکہ ان سوالات کے بارے میں ان کی آراء معلوم کی جاسکے۔ عدالت کی جانب سے کی جانے والی درخواست پر متعدد اہل علم، ماہرین معاشیات، بینک کاروں اور علماء نے عدالت کے سامنے اپنے دلائل پیش کیے۔

عدالت نے تمام پہلوؤں اور فاضل وکیل کی جانب سے اٹھائے جانے والے نکات کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ بینک کا سود ربوٰ کے دائرے میں آتا ہے اور ربوٰ اپنی تمام صورتوں میں قطعاً حرام ہے خواہ قرض پیداواری مقصد کے لئے لیا گیا ہے یا کسی اور مقصد کے لئے۔ قرآن کریم اور سنت کی تعریفات کے علاوہ مدت کے بالمقابل قرض میں منافع کے ربوٰ ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے۔ (۱۶)

عدالت نے شریعت ایکٹ کے تحت قائم ہونے والے کمیشن کی ربوٰ سے متعلق سفارشات کے انتظار کو مناسب خیال نہیں کیا کیونکہ یہ مسئلہ کافی عرصے سے حل طلب چلا آرہا تھا اس لئے عدالت نے ان درخواستوں کا فیصلہ کرنا اپنا فریضہ محسوس کیا۔

عدالت کا فیصلہ تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل تھا۔ فیصلے میں فاضل وکیل برائے وفاقی حکومت اور دیگر مدعا علیہان کے دلائل اور ان کی جانب سے پیش کی جانے والی تحریری آراء کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور قرضی اور تجارتی مقاصد کے لئے دیئے جانے والے قرضوں، افراطِ زر، کرنسی کی قیمت میں کمی اور اس مسئلہ سے متعلق دیگر پہلوؤں پر مفصل گفتگو کی گئی۔ فیصلہ کیا گیا کہ نفع ونقصان کی شراکت کے بارے میں اسلامی احکام بالکل واضح ہیں اور مضاربہ اور مشارکہ کے ضمن میں جو اصول بیان کئے گئے ہیں ان پر عمل کیا جانا چاہئے۔ فیصلے میں سودی بینک کاری سے متعلق متبادل تجاویز پر تفصیلی بحث کی گئی۔

⑤ سود سے متعلق سپریم کورٹ کا 23 دسمبر 1999ء کا تاریخی فیصلہ

سپریم کورٹ آف پاکستان نے 23 دسمبر 1999ء کو سود سے متعلق فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے PLD 1992 Karachi Page1 کے خلاف وفاق پاکستان ودیگر بینکوں کی اپیلوں پر تاریخی فیصلہ رپورٹ شدہ 2000ء شریعت لاء رپورٹس صفحہ 73 (ڈاکٹر محمد اسلم خاکی ودیگران بنام سید محمد ہاشم ودیگران) سناتے ہوئے سود اور سودی کاروبار کو غیر اسلامی اور قرآن وسنت سے متصادم قرار دیا ہے اور یہ کہ سود سے متعلق 8 مروجہ قوانین 31 مارچ 2000ء سے از خود ختم ہو جائیں گے۔ جن کی تفصیل فیصلے میں دی گئی ہے بقایا قوانین یا ان کی متعلقہ شقیں 30 جون 2001ء کو غیر مؤثر متصور کی جائیں گی۔ سپریم کورٹ نے حکومت کو ہدایت کی ہے کہ وہ مارچ 2001ء تک سود سے پاک اقتصادی نظام متعارف کرائے، سپریم کورٹ کی پانچ رکنی شریعت اپیلٹ بینچ نے جو جسٹس خلیل الرحمٰن خان، جسٹس منیر اے شیخ، جسٹس وجیہہ الدین احمد، جسٹس مفتی تقی عثمانی اور جسٹس ڈاکٹر محمود احمد غازی پر مشتمل تھا، سود اور سودی کاروبار کو قرآن وسنت سے متصادم قرار دینے کے بارے میں وفاقی شریعت عدالت کا فیصلہ برقرار رکھنے اور اس میں اپنی طرف سے بعض اضافے کرتے ہوئے قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے وفاقی وصوبائی حکومتوں کے لئے رہنما اصول بھی مرتب کئے ہیں۔ عدالت عظمیٰ نے حکومت پاکستان کو حکم دیا ہے کہ ایک ماہ کے اندر اسٹیٹ بینک ایک کمیشن قائم کرے جو دو ماہ میں موجودہ مالیاتی نظام کو شریعت کے مطابق ڈھالے، وفاقی وزارت قانون اسلامی نظریاتی کونسل کی معاونت سے ایک ماہ کے اندر ٹاسک فورس بنائے جو یہ جائزہ لے کہ اسلامی مالیاتی نظام کے لئے کونسے قوانین بنائے جاسکتے ہیں۔ تمام بینک اور مالیاتی ادارے چھ ماہ کے اندر ایسے ماڈل پراجیکٹ تیار کریں جو قومی معیشت کو سود کی لعنت سے چھٹکارا دلاسکیں۔ وائٹ کالر اور اکنامک کرائمنز پر کنٹرول کے لئے ادارہ قائم کیا جائے۔ پبلک سیکٹر میں کریڈٹ ریٹنگ ایجنسیاں قائم کی جائیں۔ وفاقی حکومت خسارے کی سرمایہ کاری پر قابو پائے اور قوم کو غیر ملکی قرضوں سے نجات دلانے کے لئے سنجیدہ کوشش کرے۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کا رِوٹ کیس میں مذکورہ فیصلہ پاکستان کی بینکاری میں 1984ء سے رائج الوقت غیر سودی اسلامی بینکاری نظام کے جزوی عملاً نفاذ کی روشنی میں زیادہ عملی اہمیت کا حامل نہیں ہوگا اور اس کا اطلاق عملی سے زیادہ علمی نوعیت کا ہوگا۔ کیونکہ 1984ء میں پاکستان میں بلاسود اسلامی بینکاری کے نظام کے نفاذ

کے بعد سودی نوعیت کی کھاتہ داری اور قرضوں کی فراہمی سودی طریقوں سے ممنوع قرار دے دی گئی ہے۔ صرف شریعت ایکٹ 1991ء کی دفعات 18 اور 19 کے تحت حکومت پاکستان کو ملنے والے غیر ملکی قرضوں پر سود کی ادائیگی کو تحفظ فراہم کیا گیا اور مقامی قرضوں میں بھی غیر ملکی کرنسی والے قرضوں کی سود کی بنیاد پر فراہمی کو بھی غیر سودی نظام سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ بقایا ہر قسم و نوع کی بینکاری، کھاتہ داری اور قرضوں کی فراہمی کو بلاسودی بنا دیا گیا اور اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اپنے سرکلر کے ذریعے بینکوں کو بھی ان کھاتوں و قرضوں میں غیر سودی کھاتوں و طریقوں میں بدلنے کی لازمی ہدایت کر دی ہے۔ مزید یہ کہ سپریم کورٹ نے ربوٰ سے متعلق اپنے اس تاریخی فیصلہ میں حکومت پاکستان کو بلاسودی نظام رائج کرنے کے لئے مناسب قانون سازی کرنے کے لئے 31 مارچ 2001ء کی مہلت بھی دی ہے۔

عدالت عظمیٰ نے مذکورہ فیصلے میں قرار دیا ہے کہ معاہدہ قرض میں اصل زر سے زائد جو بھی رقم ہو گی وہ کم ہو یا زیادہ، خرچے کے لئے لیا گیا ہو یا پیداواری سرگرمی کے لئے، سود کی تعریف میں آتی ہے۔ بینکاری و نجی کاروبار اور حکومت کے ملکی و غیر ملکی قرضوں سمیت سود کی ہر شکل خلاف شریعت ہے۔ اسلامی اسکالروں نے بینکاری کے جو اسلامی طریقے متعارف کرائے ہیں وہ زیادہ قابل عمل اور فائدہ مند ہیں۔ دنیا کے دوسو اداروں میں متبادل نظام کام کر رہا ہے اس لئے ضرورت کی بناء پر سودی کاروبار کو ہمیشہ کے لئے جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپیلٹ بینچ نے یہ فیصلہ 23 دسمبر 1999ء کو وفاقی، صوبائی حکومتوں، مختلف قومی بینکوں اور مالیاتی اداروں کی جانب سے دائر کردہ اپیلوں کو نمٹاتے ہوئے دیا جس میں وفاق پاکستان کی وہ درخواست بھی شامل تھی جس کے ذریعے سپریم کورٹ سے غیر سودی نظام کے بارے میں گائیڈ لائن فراہم کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔ سپریم کورٹ نے سود سے متعلق تمام مروّجہ قوانین کے خاتمے اور ان کے غیر مؤثر ہونے کی ڈیڈ لائن مقرر کر دی ہے۔ عدالت عظمیٰ نے اس امر کی بھی ہدایت کی کہ وفاقی وزارت قانون ایک ماہ کے اندر ٹاسک فورس اسلامی نظریاتی کونسل کی معاونت سے قائم کرے جو اس امر کا جائزہ لے کہ سود کی ممانعت اور اسلامی نظام کے لئے کون سے قوانین بنائے جا سکتے ہیں۔ عدالت عظمیٰ نے حکم دیا کہ وفاقی وزارت خزانہ کی طرف سے ایک ٹاسک فورس قائم کی جائے جو بینکوں اور مالیاتی اداروں کے عملے کی تربیت کے لئے سیمینار اور مذاکروں کا اہتمام کرے جس سے انہیں

اسلامی نظام معیشت سے آگاہی حاصل ہو سکے۔ عدالت عظمیٰ نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی مجریہ 1908ء کی سود سے متعلق دفعات اور ہاؤس بلڈنگ فنانس ایکٹ کو بھی 30 جون 2000ء تک اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے اور دیگر تمام مروّجہ مالیاتی قوانین کی 30 جون 2001ء تک اسلامائزیشن کی جائے اور یہ کہ حکومت پاکستان قوم کو غیر ملکی قرضوں کے بوجھ سے نجات دلائے مزید یہ کہ مستقبل میں غیر ملکی قرضوں کو اسلامی طریقہ سرمایہ کاری کے تحت اشد ضرورت کی صورت میں حاصل کیا جائے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کا یہ متفقہ فیصلہ تقریباً ساڑھے گیارہ سو صفحات پر مشتمل ہے جس میں جسٹس خلیل الرحمٰن خان اور جسٹس منیر اے شیخ نے 716 جسٹس وجیہہ الدین احمد نے 98 اور جسٹس مفتی تقی عثمانی نے 277 صفحات لکھے ہیں مزید یہ کہ کورٹ آرڈر 106 صفحات پر مشتمل ہے۔

سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے اس تاریخی فیصلے (ڈاکٹر محمد اسلم خاکی و دیگران بنام سید محمد ہاشم و دیگران رپورٹ شدہ 2000ء شریعت لاء رپورٹس صفحہ 73) میں بینکنگ کمپنیز آرڈی نینس مجریہ 1962ء کی دفعہ 9 کو جس کے تحت بینکوں کو تجارت یا مال کے لین دین (Trading) سے منع کیا گیا، خلاف قانون قرار دیا ہے اور دفعہ 25 بینکنگ کمپنیز آرڈیننس مجریہ 1962ء کو بمطابق از روئے قانون قرار دیا ہے جس کے تحت اسٹیٹ بینک آف پاکستان میں کام کرنے والے بینکوں کو قرضوں اور بینکاری کے معاملات کے متعلق سرکلرز اور ہدایات کے ذریعے ایک بینکاری نظام کا پابند بنانا اور بینکاری معاملات کو منضبط (Regulate) کرنا ہے۔

سپریم کورٹ نے بینکنگ کمپنیز آرڈیننس مجریہ 1962ء کی دفعہ 9 کو خلاف قانون وخلاف شریعت قرار دینے کا مقصد مرابحہ یا بیع مؤجل (Buy Back System) کے اسلامی وشرعی طریقہ سرمایہ کاری و بینکاری کو شریعت کے عین مطابق عملاً نافذ کرنا تھا کیونکہ اسٹیٹ بینک نے مرابحہ کا جو نظام وضع کیا تھا اس میں مال کی عملاً ترسیل اور نقل و حرکت کا تجارتی وشرعی پہلو مفقود تھا جس میں دفعہ 9 بینکنگ کمپنیز آرڈیننس مجریہ 1962ء حائل تھی۔ سپریم کورٹ نے مشارکہ، مضاربہ اور دیگر اسلامی طریقہ بینکاری وشرعی طریقہ ہائے سرمایہ کاری کو اپنانے پر زور دینے کے ساتھ ساتھ پاکستان میں مروّجہ مرابحہ نظام کی اس خامی کی نشاندہی کرتے ہوئے مال تجارت جس کی مرابحہ نظام کے تحت سرمایہ کاری و قرضہ داری دکھائی جاتی ہیں کا عملاً انتقال بھی ہونا ضروری قرار دیا ہے۔

سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے 23 دسمبر 1999ء کے ربا سے متعلق تاریخی فیصلے میں مرابحہ اور بیع مؤجل کے نظام (Buy Back or Deferred Price System) کے اصول پر بینکاری یا سرمایہ کاری کو شرعاً جائز قرار دیا ہے اور اس میں صرف اس شرط کا اضافہ کیا ہے کہ جس مال تجارت پر سرمایہ کاری یا قرضہ دکھایا جائے اس مال تجارت کا عملاً انتقال (Transfer of Goods) بھی ہونا ضروری ہے۔

مرابحہ نظام یا بیع مؤجل کا سرمایہ کاری کا شرعی طریقہ دراصل قرآن حکیم کی سورۃ البقرہ کی آیت 275 کی ہدایت کے عین مطابق ہے جس کے تحت ''اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام اور تجارت کو حلال قرار دیا ہے''۔

''مرابحہ فنانسنگ سسٹم'' یا ''بیع مؤجل'' کے سرمایہ کاری نظام کے تحت اصل زر پر مارک اپ کے تعین یا حساب کے لئے اسٹیٹ بینک نے جو فارمولا متعین یا وضع کیا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

مثلاً اگر ورکنگ فنانس کی مد ایک لاکھ روپیہ اصل زر 365 دن کے لئے 50 پیسہ فی ہزار روپیہ یومیہ کے حساب سے منظور ہوا اور مقروض نے ایک لاکھ روپیہ اصل زر وصول کر لیا تو اس کے مارک اپ کا تعین درج ذیل فارمولا کے تحت ہوگا۔ جس کو بیع مؤجل یا مرابحہ فنانسنگ سسٹم کے تحت مارک اپ کے حساب و تعین کرنے کا اسٹیٹ بینک فارمولا کہا جاتا ہے اور جس کے مطابق اسٹیٹ بینک کے سرکلرز نمبر 13 اور 32 مجریہ 1984ء کے تحت بینک متعین مدت معاہدہ قرض سے زائد کا مارک اپ وصول نہیں کر سکتا اور سندھ ہائیکورٹ کے دو ڈویژن بینچوں نے اپنے رپورٹ شدہ فیصلوں پی ایل ڈی 1998ء کراچی صفحہ 199، 1993ء پی ایل ڈی صفحہ 1571 اور ایک سنگل بینچ کے فیصلے رپورٹ شدہ پی ایل ڈی 1998ء کراچی 302 میں اس اصول کی توثیق کی ہے۔ پی ایل ڈی 1997ء سپریم کورٹ صفحہ 315 (ہاشوانی ہوٹلز کیس) میں بھی اس اصول کی توثیق کی گئی ہے کہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے جاری کردہ سرکلرز اور ہدایات پاکستان میں کام کرنے والے تمام بینکوں پر اطلاق رکھتے ہیں۔

سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ نے بھی ربا کیس میں اپنے 23 دسمبر 1993ء کے تاریخی فیصلے ڈاکٹر محمد اسلم خاکی بنام سید محمد ہاشم و دیگران (رپورٹ شدہ پی ایل ڈی 2000ء سپریم کورٹ صفحہ 225) میں اس اصول کی منظوری دی ہے کہ مرابحہ فنانسنگ (Buy Back System) کے تحت معینہ مدت معاہدہ قرض سے زیادہ کا مارک اپ وصول نہیں کیا جا سکتا ہے۔

⑥ بلاسود بینکاری کے بارے میں مقننہ کے فیصلے:

سود کے سلسلے میں بحث ومباحثہ اور غور وفکر کے بعد ایوان کی متفقہ رائے حسب ذیل قائم ہوئی۔

سود خواہ ذاتی مصارف کے قرضوں پر لیا دیا جائے یا تجارتی وکاروباری قرضوں پر شریعت اسلام کی نظر میں بہرحال حرام ہے۔ یہ سمجھنا کہ سود کی حرمت کا اطلاق تجارتی وکاروباری قرضوں پر ہوتا ہے قطعاً غلط ہے۔ سود کی حرمت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا کہ شرح سود کم ہے یا زیادہ۔ مناسب حد تک کم ہے یا مناسب حد تک زیادہ۔ شریعت اسلامیہ میں اس بات کو تسلیم کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ شرح سود اگر مناسب حد تک کم ہے تو سودی لین دین جائز ہو اور اگر مناسب حد تک زیادہ ہے دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ دونوں صورتیں بہرحال حرام ہیں۔ دلائل شرعیہ میں اس طرح کی کسی تفریق کی اجازت نہیں دیتے۔ (۱۸)

① موجودہ نظام (جس میں قرض خواہ اپنے دیئے ہوئے قرضہ یا رقم پر معاوضہ کے طور پر مقررہ شرح سے سود وصول کرتا ہے اور کسی کاروباری خسارہ یا خدشہ (Risk) میں شریک نہیں ہوتا کو ختم کر کے ایک نیا نظام رائج کیا جائے گا جس میں قرضہ دینے والا کاروبار کے نفع ونقصان میں برابر کا شریک ہوگا اس سلسلہ میں ایک قانون بنایا گیا جس کی رُو سے مضاربہ کمپنیاں قائم کی جائیں گی۔ مضاربہ سے مراد ایسا کاروبار ہے جس میں سرمایہ کار اپنا روپیہ مہیا کرتے ہیں اور کاروبار کا انتظام کرنے والا اس سے کاروبار کو منظم کرتا ہے اور یہاں سے حاصل ہونے والے منافع جات دونوں فریقوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اس قانون کے تحت کاروباری کمپنیاں، بینک اور دیگر مالی اوارے اپنے آپ کو بطور مضاربہ کمپنیاں رجسٹرڈ کرائیں گے اور عموی مقاصد کے لئے مضاربے قائم کئے جائیں گے۔ یہ صرف ایسے کاروبار کرسکیں گے جو شرعی طور پر جائز ہوں۔ نیز ان کے لئے مذہبی بورڈ کے تحفظ کے لئے کئی اقدامات کئے جائیں گے نیز یہ تجویز کیا گیا ہے کہ اگر آمدنی کا نوے فیصد مضاربہ سرٹیفکیٹ حاملات (ہولڈروں) میں تقسیم کر دیا جائے تو مضاربہ کی ساری آمدنی انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دی جائے گی۔

② عہدِ جدید میں کسی معیشت میں اجتماعی یا مشترک مالیات (Corporate Finanace) کو بڑی اہمیت

حاصل ہے۔ کاروباری کمپنیاں سرمایہ حاصل کرنے کے لئے حصص جاری کرتی ہیں۔ مزید برآ نکہ معینہ شرح سود پر (Debentures) بھی جاری کرتی ہیں اب یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ان کمپنیوں کی قرضہ لینے کی ضروریات کو اس طریقہ سے منظم کیا جائے کہ قرض خواہ کمپنی کے منافع میں ایک معینہ مدت تک حصہ دار بن جائیں اور سود کمانے والے Debentures ختم کر کے ان کی جگہ شراکتی مدتی سٹرفکیٹ جاری کیئے جائیں۔

③ آئی سی پی کی انوسٹرز سکیم کے تحت اب سرمایہ لگانے والا اور سرمایہ کاری کی کارپوریشن آپس میں باہمی طور پر منافع تقسیم کیا کریں گے۔

④ چھوٹے کاروبار کی مالیاتی کارپوریشن بھی سود پر قرضہ دینے کی بجائے ایسی صورت اختیار کرے گی جس میں سود کی بجائے منافع کا حصہ وصول کیا جائے گا۔

⑤ حکومت نے یہ سکیم جاری کی ہے کہ چھوٹے کاشت کاروں (جو صرف قطعہ گردان کے مالک ہیں) کو بلاسود پیداواری قرضے دیئے جائیں اس طرح کے قرضے چھوٹے ماہی گیروں اور امداد باہمی کے اداروں کو بھی دیئے جائیں گے۔

⑥ تعمیر مکانات کی مالی کارپوریشن کی جانب سے جاری ہونے والے قرضے اب شراکت کرایہ کی (Rent Sharing Basis) بنیادوں پر دیئے جاتے ہیں۔ کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازموں کی تعمیر مکانات کے لئے بلاسود قرضہ دیا جائے گا۔

⑦ قومی بینکاری نظام کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ بینک مستحق طلباء کو اپنی تعلیمی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے قرضۂ حسنہ دیں جو وہ اپنی تعلیم مکمل کرنے اور روزگار حاصل کرنے کے بعد واپس کریں گے غرض یہ نئے ادارے اور نئی قسم کی کفالتیں مضاربہ کمپنیاں مضاربہ سرٹیفکیٹ اور شراکتی مدتی سٹرفکیٹ مل کر اسلامی معاشرتی نظام کے قیام کی بنیادی عناصر مہیا کریں گے بالکل ویسے ہی جیسے ایک سرمایہ داری نظام میں لمیٹڈ کمپنیاں ادا کرتی تھیں۔

یکم جنوری 1981ء سے قومی تحویل میں لئے گئے تجارتی بینکوں کی تمام شاخوں نے نفع اور نقصان ڈیپارٹمنٹ کاؤنٹر پر کام شروع کر دیا۔اس سلسلہ میں یہ باتیں قابلِ ذکر ہیں۔

- بلاسود بینکاری کی بنیاد نفع ونقصان میں شرکت ہوگی۔
- بلاسود کھاتے سیونگ اکاؤنٹ اور ٹرم ڈیپازٹ اکاؤنٹ کی صورت میں کھولے جاسکیں گے۔
- ابتدائی مرحلہ میں سودی اور غیر سودی نظام ایک ساتھ چلیں گے۔
- بلاسود سیونگ کھاتہ کم ازکم ایک سو روپیہ اور ٹرم ڈیپازٹ کھاتہ کم ازکم ایک ہزار روپے سے کھولا جا سکے گا۔
- بلاسود سیونگ کھاتوں سے حاصل ہونے والی رقوم کی سرمایہ کاری غیر سودی منصوبوں پر ہی کی جائے گی۔

⑧ بلاسود بینکاری کے نظام کا راستہ سہل بنانے کے لئے بینکنگ قوانین میں مطلوبہ ترامیم کی گئیں۔مثلاً سٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء بینکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962ء بینک (قومی تحویل میں لینے کا) ایکٹ 1974ء اور بینکنگ کمپنیز (قرضوں کی وصولیابی) کا آرڈیننس 1974ء ان ترامیم کے یہ اثرات پڑے ہیں۔

- سٹیٹ بینک سود کے علاوہ دیگر بنیادوں پر بھی مالیات گرانٹ کر سکتا ہے۔
- مضاربہ سرٹیفکیٹوں کی بنیاد پر جاری کردہ پرافرری نوٹوں کے عوض سٹیٹ بینک پیشگی رقوم گرانٹ کر سکتا ہے۔

⑨ بلاسود کاؤنٹروں سے حاصل ہونے والی غذائی اجناس میں سرمایہ کاری پر، رائس ایکسپورٹ کارپوریشن اور ٹریڈنگ کارپوریشن اور کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن کے تجارتی کاروبار میں نفع ونقصان میں شراکت کی بنیاد پر لگائی جاسکتی ہے۔

10۔ کمرشل بینک مکانات کی تعمیر کے لئے ایک فرد کو تین لاکھ روپے تک قرض دے سکتے ہیں اور یہ قرض نفع و نقصان کی بنیادوں پر دیئے جائیں گے۔(19)

⑦ بلاسود بینکاری کے مروّجہ طریقے

سٹیٹ بینک آف پاکستان نے بلاسود بینکاری کے بارہ طریقے تجویز کئے ہیں ملک میں بینکاری کا کاروبار کرنے والے تمام ادارے اس بات کے پابند ہیں کہ ان ہی بارہ طریقوں کے مطابق اپنے فرائض انجام دیں۔ یہ طریقے مندرجہ ذیل ہیں:۔

قرضوں سے متعلق طریقے:

i۔ بلاسود قرضے مع حق الخدمت: ایسے قرضوں پر بینک صرف حق الخدمت یعنی اپنے انتظامی اخراجات (Service Charges) وصول کرسکتا ہے۔

ii۔ قرضِ حسنہ: ایسے قرضوں پر بینک حق الخدمت بھی وصول نہیں کرے گا۔ قرض لینے والا اس وقت قرضہ واپس کرے گا جب وہ اس کی ادائیگی کے قابل ہوگا۔

کاروبار سے متعلقہ مالیات کی فراہمی کے طریقے:

i۔ مؤجل ادائیگی مع اضافی قیمت (Markup)

اس طریقہ کے مطابق بینک قرض خواہ کو مطلوبہ شے یا اثاثہ خرید کر دیتا ہے اور مستقبل میں کچھ اضافہ کے ساتھ اس کی قیمت وصول کرتا۔ قرض خواہ اثاثہ کی قیمت قسطوں میں ادا کرسکتا ہے اور یکمشت بھی۔

ii۔ تجارتی بلوں کی خرید:

اس طریقہ کے تحت بینک قرض خواہ یعنی تجارتی ہنڈی لکھنے والے (Drawer) سے ہنڈی خرید لیتا ہے اور مقروض یعنی جس کے نام ہنڈی لکھی گئی ہو (Drawee) کو ہنڈی فروخت کر دیتا ہے۔ بینک ہنڈی لکھنے والے سے ہنڈی کی مندرجہ قیمت سے کم قیمت پر خریدتا ہے اور مقروض سے زیادہ قیمت وصول کر کے نفع کماتا ہے۔

iii۔ خریداری کا معاہدہ(Buy-back Agreement):

اس طریقہ کے تحت بینک سے سرمایہ طلب کرنے کا خواہش مند کوئی شخص بینک کو اپنی کوئی منقولہ یا غیر منقولہ شے، جائیداد یا اثاثہ فروخت کرتا ہے۔ بینک اس شے یا اس اثاثہ یا اس کے عوض اسے مطلوبہ رقم فراہم کرتا ہے یہ متعلقہ شخص اپنی جائیداد، شے یا اثاثہ بینک سے کچھ اضافی قیمت (Markup) پر پھر خرید لیتا ہے اور مستقبل میں یکمشت یا بالاقساط اس کی ادائیگی کا وعدہ یا انتظام کرتا ہے۔ بینک کی طرف سے اس اثاثہ کی قیمت خرید اور اصل قیمت میں فرق بینک کا منافع ہوتا ہے۔

iv۔ پٹہ داری(Leasing):

اس طریقہ کے تحت بینک کسی شخص کا مطلوبہ اثاثہ خرید کر اسے دے دیتا ہے اور اس کا ایک باہمی طور پر طے شدہ کرایہ وصول کرتا ہے۔

v۔ ملکیتی کرایہ داری(Hire purchase):

اس طریقہ کے تحت بینک کسی گاہک کے لئے اس کا مطلوبہ اثاثہ خرید کر اسے دے دیتا ہے۔ گاہک اس اثاثہ کی قیمت جس میں بینک کے مصارف اور منافع شامل ہوتا ہے اقساط میں اس طرح ادا کرتا رہتا ہے کہ ایک مقررہ مدت کے بعد اثاثہ کی پوری قیمت جس میں بینک کے مصارف اور منافع شامل ہوتا ہے اقساط میں اس طرح ادا کرتا رہتا ہے کہ ایک مقررہ مدت کے بعد اثاثہ کی پوری قیمت بینک کو وصول ہو جاتی ہے اور اثاثہ کی ملکیت گاہک کو منتقل ہو جاتی ہے۔

vi۔ ترقیاتی مصارف پر وصولی(Development Charges):

اس طریقہ کے تحت بینک کسی گاہک کی اراضی یا املاک کی حالت بہتر بنانے اور اسے ترقی دینے کے لئے سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ بینک کے اس اقدام سے متعلقہ املاک کی قدر و قیمت میں جو اضافہ ہوتا ہے بینک اس میں سے حصہ وصول کرتا ہے۔

سرمایہ کاری سے متعلق مالیات کی فراہمی کا طریقہ کار

i۔ مشارکہ:

اس طریقہ کے تحت بینک نفع ونقصان میں شرکت کی بنیاد پر سرمایہ کاری کے لئے مالیات فراہم کرتا ہے۔ شرکاء کے درمیان منافع کی تقسیم پہلے سے طے شدہ شرائط کے مطابق ہوتی ہے جبکہ نقصان ان کے سرمایہ کے متناسب ہوتا ہے۔

ii۔ تجارتی کمپنیوں کے سرمایہ حصص میں شرکت اور حصص کی خرید:

بینک تجارتی کمپنیوں کے سرمایہ حصص میں شریک ہو سکتے ہیں اور سٹاک ایکسچینج مختلف کمپنیوں کے حصص خرید کر منافع کما سکتے ہیں۔

iii۔ شراکتی مدتی سرٹیفکیٹ اور مضاربہ سرٹیفکیٹ کی خرید:

پاکستان میں تجارتی کمپنیوں کے سودی ڈبینچرز کی جگہ شراکتی مدتی سٹرفکیٹ (PTC) کا اجراء عمل میں لایا گیا ہے۔ بینکوں کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ PTC خریدنے میں اپنا سرمایہ استعمال کریں۔ بینکوں کو اس بات کی بھی اجازت دی گئی ہے کہ وہ عام لمیٹڈ کمپنیوں کے حصص کی طرح مضاربہ کمپنیاں قائم کرنے کے مجاز قرار دیئے گئے ہیں۔ مضاربہ کاروبار کی وہ شکل ہے جس میں سرمایہ ایک فریق کا ہوتا ہے اور کام دوسرا فریق کرتا ہے۔ منافع دونوں میں تقسیم ہوتا ہے طے شدہ شرائط پر مگر نقصان صرف سرمایہ کے مالک کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

iv۔ کرایہ میں حصہ دار (Rent Sharing):

اس طریقہ کے تحت بینکوں کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ کسی جائیداد کی خریداری کے لئے سرمایہ فراہم کر کے اس کے کرایہ میں حصہ دار بن جائیں۔(20)

⑧ غیرسودی بینکاری وبلاسود سرمایہ کاری کی اشکال واقسام

سپریم کورٹ آف پاکستان نے غیرسودی بینکاری وبلاسود سرمایہ کاری کی جن (20) بیس اشکال واقسام کا ذکر اپنے تاریخی فیصلے رپورٹ شدہ پی ایل ڈی 2000 سپریم کورٹ صفحہ 225 (ڈاکٹر محمد اسلم خاکی بنام سید محمد ہاشم و دیگران) میں کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:۔

Mudarabah	(مضاربہ)	۱
Musharakah	(مشارکہ)	۲
Leasing	(اجارہ)	۳
Hire-purchase	(اجراء)	۴
Bai-Muajjal	(بیع مؤجل)	۵
Istisna (Pre-production sale)	(استثنٰی)	۶
Muzaraah	(مزارعہ)	۷
Musaqah	(مساقہ)	۸
Agency	(نمائندگی)	۹
Service Charges	(حق الخدمت)	۱۰
Qard-i-Hasan	(قرض حسنہ)	۱۱
Buy-Back agreement (subject to certain conditions)	(اشیاء کو بیچ کر دوبارہ خریدنے کا طریقہ)	۱۲
Bai Salam	(بیع سلم)	۱۳
Sale on instalments	(بیع الاقساط)	۱۴
Development Charges	(ترقیاتی چارجز)	۱۵

Equity participation	(سرمایہ میں شراکت)	۱۶
Rent sharing	(شرکتِ کرایہ)	۱۷
Sale and purchase of shares in such companies, which have tangible assets	(مناسب اثاثوں والی کمپنیوں کے حصص کی فروخت)	۱۸
Purchase of trade bills	(تجارتی بلوں کی فروخت)	۱۹
Financing through Auqaf	(سرمایہ کاری اوقاف)	۲۰

سپریم کورٹ آف پاکستان کے رپورٹ شدہ مذکورہ بالا فیصلے میں غیر سودی بینکاری و بلاسود سرمایہ کاری کی جن بقایا 10 اشکال واقسام کا ذکر نہیں کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

Charge Card System	(چارج کارڈ سسٹم)	۲۱
"Hawalah" or "Kafalah"	(''حوالہ'' یا ''کفالہ'')	۲۲
Trade of shares on Portfolio Management's System	(حصص کی پورٹ فولیو مینجمنٹ کی بنا پر تجارت)	۲۳
Commission	(کمیشن)	۲۴
Profit and loss sharing accounts	(نفع ونقصان میں شراکت)	۲۵
Current accounts	(غیر سودی کرنٹ کھاتے)	۲۶
Traveler's cheques	(ٹریولرز چیک)	۲۷
Non Interest Mutual funds	(غیر سودی میوچل فنڈ)	۲۸
Shikrat-e-Inan	(شرکت عنان)	۲۹
Bai-Eenia	(بیعِ عینیہ)	۳۰

بلاسود اسلامی بینکاری کی 25 اشکال واقسام

1۔ اجراء (ہائر اینڈ پرچیز)	2۔ مرابحہ
3۔ بیع عینیہ	4۔ مضاربہ
5۔ شرکت عنان	6۔ کرایہ میں شراکت داری
7۔ حق الخدمت (سروس چارجز)	8۔ ٹریولرز چیک
9۔ لیٹر آف کریڈٹ	10۔ غیر سودی میوچل فنڈ
11۔ چارج کارڈ سسٹم	12۔ مشارکہ نفع ونقصان میں شراکت
13۔ مزارعہ	14۔ اجارہ (لیزنگ)
15۔ سرمایہ میں شرکت کی بنیاد پر سرمایہ کاری	16۔ کرنٹ کھاتے
17۔ نفع ونقصان میں شرکت کے کھاتے	18۔ قرض حسنہ
19۔ حصص کی پورٹ فولیو مینجمنٹ کے تحت تجارت	20۔ بیع سلم
21۔ بیع استثنیٰ (قبل از پیداوار فروخت)	22۔ ٹریڈ بلوں کی خرید وفروخت
23۔ حوالہ یا کفالہ	24۔ ایجنسی یا کمیشن کی بنیاد پر نمائندگی
25۔ مساقہ	

خلاصۂ بحث

مقالہ ہذا میں پیش کی گئی گزارشات سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستان میں بلاسود بینکاری کے نظام کے لیے قانونی اور آئینی سطح پر خاطر خواہ کام ہوا۔ عدلیہ، مقننہ اور اسلامی نظریاتی کونسل کے مناسب سفارشات دیں۔ مقننہ نے بحث ومباحثہ کے بعد مناسب تجاویز دیں اور عدالتوں نے اپنے فیصلوں کے ذریعے حکومت کو بلاسود بینکاری پر جلد از جلد عمل کرنے کا پابند کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ تاہم مالیاتی اداروں اور بینکوں نے اس ضمن میں خاطر خواہ کام نہیں کیا اور نہ ہی ایسے دیرپا عملی اقدامات کیے گئے جن کی وجہ سے بلاسودی نظام کا فائدہ عوام کو پہنچتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ وقتی سیاسی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر آئینی تقاضوں کے مطابق مالیاتی ادارے ایسے اقدامات اُٹھائیں جس سے پاکستان میں بلاسود بینکاری کا نظام کامیاب ہو سکے اور عوام اس کی افادیت سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

حوالہ جات

1۔ محمد نجات اللہ صدیقی، ڈاکٹر، غیر سودی بینکاری، ص 11، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور

2۔ صدیقی، حفیظ الرحمٰن، قرارداد مقاصد سے اسلامی قانون تک، ص 230

3۔ غلام حسین، حافظ، سہ ماہی، منہاج، اسلامی معیشت نمبر، ص 11

4۔ فاروق ملک، پاکستان نظریہ حکومت اور سیاست، ص 604-609، مکتبہ علم وادب، 22 اردو بازار لاہور، 1994ء

5۔ غلام حسین، حافظ، سہ ماہی، منہاج، اسلامی معیشت نمبر، ص 40

6۔ اسلامی نظریاتی کونسل، بلاسود بینکاری رپورٹ، ص 2-6، لاہور

7۔ .... ایضاً............، ص 2-8

8۔ .... ایضاً............، ص 2-6

9۔ .... ایضاً............، ص 2-17

10۔ .... ایضاً............، ص 2-18، 2-24

11۔ .... ایضاً............، ص 2-36

12۔ .... ایضاً............، ص 2-29

13۔ .... ایضاً............، ص 2-3

14۔ .... ایضاً............، ص 21-33

15۔ .... ایضاً............، ص 2-35

16۔ .... ایضاً............، ص 2-36

17۔ شریعہ لاء رپورٹس، ص: 73

i Pakistan Law Journal, Yeay 2000 No.I, P225.

18۔ .... ایضاً............، ص 2-38

19- Consolidated Recommendation on the Islamic System, P:136

20۔ Pakistan Law Journal (P.L.D) Vol.XX, P:221Y 1992

21۔ سہ ماہی، بحث ونظر، پھلواری شریف پٹنہ، حلف 2، شمارہ 8، ص 13، جنوری تا مارچ 1990ء